تقریر بابت خاندان مسیح موعودؑ
وقت 5-7 منٹ

تقریر

سیرت حضرت سیّدہ سارہ بیگم صاحبہ
(حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

لَآ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى (ال عمران:196)

ترجمہ: میں تم میں سے کسی عمل کرنے والے کا عمل ہرگز ضائع نہیں کروں گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔

معزز سامعین! میری آج کی تقریر کا عنوان ہے ”سیرت حضرت سیّدہ سارہ بیگم صاحبہ“

حضرت سیّدہ سارہ بیگم صاحبہ مرحومہ ایک بہت معزز اور علمی گھرانے میں پیدا ہوئیں۔ آپ کے والد کا نام حضرت مولانا عبد الماجد صاحب بھاگلپوری تھا۔ آپ کی والدہ صاحبہ ایک نہایت مخلص اور ولیہ تھیں۔ ایمان میں اُن کو صدق حاصل تھا۔ آپ کو بچپن سے ہی علم حاصل کرنے کا شوق تھا۔ آپ نے اپنے عالم فاضل والد محترم سے عربی و فارسی سیکھی اور صحیح بخاری اور قرآن شریف کا ترجمہ بھی پڑھا۔ عربی میں صرف و نحو انہیں خوب آتی تھی، حتّٰی کہ وہ بعض وقت اپنے نئے استادوں کو دق کر دیتی تھیں۔ فارسی شعر انہیں بہت یاد تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی کتب پر بھی کافی عبور حاصل تھا۔ حضرت سیّدہ محترمہ کے ایک استاد مکرم ماسٹر محمد حسین صاحب لکھتے ہیں کہ میں نے ہمیشہ دیکھا کہ مطالعے میں اُن کی خود فراموشی کی سی حالت رہتی تھی۔

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سے آپ کا نکاح 12؍ اپریل 1925ء کو اور رخصتانہ 3؍ مئی 1925ء کو ہوا۔ حضرت سارہ بیگم صاحبہ سے اپنے نکاح کی تحریک کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

”غالباً 1924ء کا شروع تھا یا 1923ء تھا جب برادرم پروفیسر عبد القادر صاحب ایم۔ اے، قادیان تشریف لائے ہوئے تھے۔ وہ کچھ بیمار ہوئے اور ان کیلئے ہومیو پیتھک دوا لینے کیلئے اُن کی چھوٹی ہمشیرہ میرے پاس آئیں انہوں نے اپنے بھائی کی بیماری کے اسباب کے متعلق کچھ اس فلسفیانہ رنگ میں مجھ سے گفتگو کی کہ میرے دل پر اس کا ایک گہرا نقش پڑا۔ جب وہ دوا لے کر چلی گئیں۔ میں اوپر دوسرے گھر کی طرف گیا جس میں میری مرحومہ بیوی رہا کرتی تھیں۔ وہاں کچھ مذہبی تذکرہ ہوا اور ایک برقعہ میں سے ایک سنجیدہ آواز نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کسی ڈائری کا حوالہ دیا کہ آپ اس موقع پر اس اس طرح فرماتے ہیں۔ یہ آواز پروفیسر صاحب کی ہمشیرہ ہی کی تھی اور حوالہ ایسا برجستہ تھا کہ میں دنگ رہ گیا۔ میری حیرت کو دیکھ کر امۃ الحیٔ مرحومہ نے کہا انہیں حضرت صاحب کی ڈائریوں اور کتب کے حوالے بہت یاد ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فارسی شعر بھی۔ یہ کہتی ہیں کہ میں نے الحکم اور بدر میں سے اکثر ڈائریاں پڑھی ہیں اور مجھے یاد ہیں۔ میرے دل نے کہا یہ بچی ایک دن خدا تعالیٰ کے فضل سے سلسلہ کیلئے مفید وجود بنے گی۔ میں وہاں سے چلا گیا اور وہ بات بھول گئی۔ جب امۃ الحیٔ مرحومہ کی وفات کے بعد مجھے سلسلہ کی مستورات کی تعلیم کی نسبت فکر پیدا ہوئی تو مجھے اس بچی کا خیال آیا۔ اتفاق سے اس کے والد مولانا عبد الماجد صاحب بھاگلپوری جلسہ پر تشریف لائے ہوئے تھے میں نے ان سے اس کا ذکر کیا اور انہوں نے مہربانی فرما کر میری درخواست کو قبول کیا۔ 1925ء میں اس سال کی مجلس شوریٰ کے موقع پر سارہ میرے نکاح میں آ گئیں۔ ان کا خطبہ نکاح میں نے خود پڑھا اور اس طرح ایک مردہ سنت زندہ ہو گئی۔“

(انوار العلوم جلد 13 صفحہ 74)

اس شادی میں بھی پیش نظر جماعتی مفاد اور خواتین کی تعلیم تھی۔ آپؓ فرماتے ہیں

”یہ شادی محض جماعت کے بعض کاموں کو ترقی دینے کے لیے کی جارہی ہے تو خدا تعالیٰ سے یہ بھی دعا ہے کہ وہ اس شادی کو میرے لیے بھی مبارک کرے... پھر وہ اس کمزور اور متروک صنف کے لیے بھی جو عورتوں کا صنف ہے مبارک کرے جس کے حقوق سینکڑوں سال سے تلف کیے جارہے ہیں۔“

(خطبات محمود جلد 3 صفحہ 208)

حضورؓ فرماتے ہیں ”مرحومہ امۃ الحیٔ کی وفات سے جو ایک قومی نقصان مجھے نظر آتا تھا اس کی ذہنی اذیت نے مجھے اس بات کیلئے بیتاب کر دیا کہ سارہ بیگم کے قادیان آنے سے پہلے ہی انہیں ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاؤں چنانچہ میں نے انہیں ایک خط لکھا جس میں بالا جمال آنے والی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی اور امید ظاہر کی کہ وہ میرے لئے مشکلات کا نہیں بلکہ راحت کا موجب بنیں گی۔“

اس خط کے جواب میں حضرت سارہ بیگم صاحبہ نے تحریر فرمایا کہ

”اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے مجھے بہ حیثیت آپ کی بیوی ہونے کے اپنے عظیم الشان فرائض کی ادائیگی کی ہمت و طاقت عطا فرمائے اور ہر ایک تنگی و ترشی کو اس راہ میں برداشت کرنے کی توفیق دے۔ میں اپنے رب سے دعا کرتی ہوں کہ وہ میری ہمت و طاقت و علم و ایمان و ایقان و صحت میں بیش از پیش برکت عطا فرما کر مجھے اس مقصد عالی کے حصول میں کامیاب فرمائے۔ میں اپنی زندگی کا مسلک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مندرجہ ذیل فرمان کے مطابق بنانے کا فیصلہ کر چکی ہوں۔ اللہ تعالیٰ میرا معین و مددگار ہو۔“

سامعین! آپ نے پھر اپنے الفاظ کو اپنی زندگی کا لائحہ عمل بنالیا۔ شادی کے آٹھ سالہ دَور میں حضرت سیّدہ صاحبہ نے ایک مجاہدہ کی زندگی گزاری کیونکہ ایک طرف بچوں کی پیدائش تو دوسری طرف خلیفۂ وقت کی بیوی ہونے کے فرائض کی ادائیگی۔ تیسری طرف گھر کے کاموں کا انصرام۔ چوتھی خاوند کی خدمت، اس پر مستزاد ایک ایسی تعلیم جو بالکل فارغ رہنے والے طالب علموں کو بھی گھبرا دیتی ہے گویا آپ نے سرکاری نصاب کا اٹھارہ سالہ کورس آٹھ سال میں ختم کیا۔۔ حضرت سیّدہ سارہ بیگم صاحبہ جو چند دن کی ابھی دلہن تھیں لیکن اپنا مشن اور مہم جانتی تھیں چنانچہ چند دن کی دلہن نے پڑھائی شروع کر دی اور تادمِ مرگ حصولِ علم میں لگی رہیں تاکہ اپنے آپ کو اُس اعلیٰ مقصد کے لیے تیار کر سکیں۔ 1929ء میں پنجاب یونیورسٹی سے مولوی کا امتحان دیا اور پنجاب بھر میں سوم آئیں۔ 1931ء میں آپ نے میٹرک کا امتحان دیا اور دو سال میں ہی گویا پانچ سال کی پڑھائی ختم کر کے اچھے نمبروں پر انٹرنس کر لیا۔ ایف اے کی تیاری کے لیے خاطر خواہ اساتذہ کا بندوبست نہ ہونے کی وجہ سے بہت سی مشکلات پیش آئیں۔ اس طرح محنت، فکر اور گھبراہٹ نے آپ کی صحت پر بُرا اثر ڈالا مگر آپ نے ہمت نہ ہاری۔ بیچ میں کئی دفعہ بیمار پڑیں اور بعض حصے کتابوں کے بالکل رہ گئے جس کے لیے آخری ایام میں آپ کو دوہری محنت اُٹھانا پڑی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں کہ اُن کا خط بہت سے مَردوں سے بھی زیادہ اچھا تھا اور خوب تیز لکھ سکتی تھیں۔ اچھی خاصی زود نویس تھیں۔ تحریر بھی بہت اچھی تھی۔ چنانچہ حضورؓ کے اکثر مضامین تیزی سے لکھتی جاتی تھیں اور خود بھی عورتوں کی فلاح و بہبود کے لیے اکثر مضامین رسائل میں لکھتی رہتیں۔

آپ کے حصولِ علم کے جذبے کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ بیان فرماتے ہیں:

”اس سے بھی زیادہ فرق ان کی تعلیم اور دوسروں کی تعلیم میں یہ تھا کہ دوسری عورتیں اپنے نفس یا اپنی قوم کیلئے تعلیم حاصل کرتی ہیں انہوں نے اپنے آخری سالوں میں محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کیلئے، اسلام کی خدمت کیلئے تعلیم حاصل کی۔ اس لئے اس بوجھ کو اٹھایا کہ جماعت کی مستورات کی دینی اور دنیوی ترقی کیلئے مفید ہو سکیں۔ غرض پیدائش اور موت کے علاوہ ان کا سب وقت دوسروں کے فائدہ کیلئے خرچ ہوا۔ انہوں نے اپنی زندگی سے ایک ذرہ بھر بھی فائدہ نہیں اٹھایا۔“

(انوار العلوم جلد 13 صفحہ 84)

آپ کے پانچ بچوں میں سے دو ایّامِ حمل میں ہی ضائع ہوگئے۔ تین بچوں میں سے آپ کی وفات پر محترم مرزا رفیع احمد صاحب تقریباً چھ سال کے، محترمہ امۃ النصیر صاحبہ تقریباً ساڑھے تین سال کی اور محترم مرزا حنیف احمد صاحب تقریباً سوا سال کے تھے۔

سامعین کرام! جیسا کہ خاکسار نے ابتدا میں تلاوت کی تھی کہ لَآ اُضِيۡعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنۡكُمۡ مِّنۡ ذَكَرٍ اَوۡ اُنۡثٰى یعنی مَیں تم میں سے کسی عمل کرنے والے کا عمل ہرگز ضائع نہیں کروں گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔ تو حضرت سارہ بیگم کا ہر عمل اپنے خدا اور دین کی محبت کے لیے تھا حتیٰ کہ آپ نے اس کے لیے اپنے بچوں کی جدائی بھی برداشت

کی۔ ان کی طبیعت میں بچوں کی محبت عام عورتوں سے بھی زیادہ تھی، بچوں کے دکھ کو دیکھ کر بہت بے تاب ہو جاتی تھیں لیکن باوجود ایسے جذبات کے انہوں نے محض تعلیم کیلئے بچوں کی جدائی کو برداشت کیا۔ ان کے سے احساسات رکھنے والی عورت کیلئے یہ ایک عظیم الشان قربانی تھی۔

سامعین! آپ اوصافِ حسنہ سے متصف تھیں۔ نہایت نیک، صوم وصلوٰۃ کی پابند، منکسر المزاج اور ہمدردانہ رنگ رکھنے والی تھیں۔ ان کی طبیعت میں تکلّف یا نمائش نہ تھی، فضول خرچ نہ تھیں۔ کم گو تھیں اور طبیعت میں ضد نہ تھی۔ استہزا سے اُن کو نفرت تھی۔ امراء اور غرباء کو ایک نظر سے دیکھتیں۔ اوقات کا اکثر حصہ تعلیم کے حصول میں خرچ کرتیں۔ نہایت علم دوست تھیں۔ ہر ایک سے جو علم میں ترقی کرنے کا شائق ہوتا محبت کرتیں اور مزید ترقی کی طرف حوصلہ افزائی فرماتیں، اُن کے لیے دُعا بھی کرتیں۔ طبقۂ خواتین کی خیر خواہی ان کا مقصد تھا۔ نہایت پاک باطن اور نیک خُو تھیں مسابقت الی الخیر میں کوشاں رہتیں۔ خاموش منکسر المزاج اور ہمدردانہ رنگ رکھنے والی تھیں۔ تکلّف ان کی طبیعت میں نہ تھا، نمائش نہ تھی، وہ جو کچھ دیتیں، خدا کیلئے دیتی تھیں۔ نہایت کم گو تھیں لیکن تقریر کر سکتی تھیں، مضمون اچھا لکھ سکتی تھیں، آیاتِ قرآنیہ سے استدلال کر سکتی تھیں، بحث مباحثہ بھی کر لیتی تھیں، طبیعت میں ضد نہ تھی، اگر معقول بات کی جائے تو اسے تسلیم کر لیتی تھیں، فضول خرچ نہ تھیں ہمیشہ اپنی آمد کے مطابق خرچ کرتیں، بعض ہم عصر کنجوسی وغیرہ کا الزام لگاتیں لیکن اس کی پرواہ نہ کرتیں، ہمیشہ اپنی آمد کے اندر خرچ رکھتیں۔ حضرت سیّدہ سارہ صاحبہؓ نے حضورؓ کی کامل فرمانبرداری کی۔ آپ اور آپ کے خاندان کا رویہ نہایت اعلیٰ اور ہمیشہ مقامِ ادب پر قائم رہنے والا تھا کہ حضورؓ کی نظروں میں قابلِ قدر ٹھہرا اور حضورؓ نے ان کے لیے اور ان کی نسلوں کے لیے دنیا و آخرت میں اس عمل کا نیک بدلہ پانے کی دعا کی۔ سلسلہ کے لیے آپ کے دل میں بڑی غیرت تھی۔ سلسلہ کی کامیابیوں پر جو خوشی آپ کو ہوتی وہ دیکھنے کے قابل ہوتی تھی۔ حضرت مسیح موعودؑ کا ادب انتہا درجہ کا تھا اور اس سبب سے حضرت اماں جانؓ اور حضرت مصلح موعودؓ کی ہمشیر گان کا بھی بے حد ادب کرتی تھیں۔

آپ کو زیادہ عملی کام کا موقع نہیں ملا کہ عمر نے وفا نہ کی۔ پھر بھی آپ کچھ عرصہ لجنہ کی سیکرٹری رہیں اور لجنہ کی تنظیم اور تعلیم کی اسکیم کے لیے سعی کرتی رہیں۔ آپ کی وفات کے بعد ایک خاتون نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو پیغام بھجوایا کہ آپ بیماری کی حالت میں کہتی تھیں کہ "میں نے توسیع مسجد اقصیٰ کے لئے ایک سَو روپیہ چندہ دینے کی نیت کی ہوئی ہے اور اپنا گلوبند بیچ کر اس میں سے اس رقم کو ادا کرنا ہے اگر میں مر گئی تو حضرت صاحب سے کہنا کہ میری طرف سے میرا گلوبند فروخت کر کے سو روپیہ چندہ توسیع مسجد اقصیٰ میں دے دیں۔"

حضرت چودھری عبد اللہ خان صاحب (برادر حضرت چودھری سر محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ) لکھتے ہیں کہ محترمہ سیّدہ سارہ بیگم صاحبہ ایک لعلِ بے بہا اور درخشندہ گوہر تھیں، وہ ایک انمول موتی تھیں، وہ سلسلہ عالیہ میں ایک بہت بڑا رکن تھیں۔ تمام عورتوں کے لیے ان کی زندگی مشعلِ راہ ہے۔ امورِ خانہ داری، بچوں کی دیکھ بھال، لجنہ کا کام، پھر تعلیم حاصل کرنے کا اِس قدر شوق، یہ سب کچھ اُن کی ذات ہی سے ہو سکتا تھا۔

سامعین! حضرت سیدہ سارہ بیگم صاحبہ کی وفات 13؍ مئی 1933ء کو ہوئی۔ آپ کی وفات کا حضورؓ کو بہت صدمہ ہوا جس کا اظہار آپ نے اپنے خطابات میں برملا کیا اور جانے والی کے لیے جاں گداز دعائیں کیں۔ فرماتے ہیں:

"سارہ بیگم کی زندگی کا اگر خلاصہ کیا جائے تو وہ ان تین لفظوں میں آجاتا ہے پیدائش، پڑھائی اور موت"

"میری سارہ" کے نام سے الفضل 27؍ جون 1933ء میں چھپنے والا حضورؓ کا مضمون قابل رشک خراجِ تحسین ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ نے آپ کے لیے بہت ساری دعائیں کی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ "اے اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ! اے بندے کے تھوڑے عمل کو قبول کرنے والے! اے نیتوں کا بدلہ دینے والے ربّ! جس کے دروازے سے کوئی سوالی واپس نہیں جاتا تو اس فعل کے بدلے میں جب کہ تیرے لیے سارہ بیگم نے اپنی عمر سے کوئی فائدہ بظاہر نہیں اٹھایا تو ان کو اگلے جہان میں اعلیٰ مقامات عطا فرما، اپنے قرب میں جگہ دے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی بہو کی حیثیت سے انہیں قبول کر اور اپنے خُسر کے پاس اَعْلیٰ عِلِّیِّیْنَ میں جگہ دے کہ تیرے فضلوں سے یہ بات کچھ بعید نہیں اور تیری شان کے یہ بالکل شایان ہے۔ اٰمِیْن اَللّٰھُمَّ اٰمِیْن"

(انوار العلوم جلد 13 صفحہ 207)

آپ کی وفات پر ایک غیر مذہب کی معزز خاتون جو ایف۔ اے کے امتحان کی نگران ہو کر آئی تھیں، یعنی مسز سنگھا جو مسٹر سنگھا کنٹرولر آف اگزیمینیشن پنجاب یونیورسٹی کی اہلیہ صاحبہ ہیں تحریر فرماتی ہیں:

”سارہ بیگم ایک نہایت ہی با اخلاق عورت تھیں۔ مجھے انہیں صرف چند دن دیکھنے کا موقع ملا۔ (یعنی جب وہ امتحان کی نگرانی کیلئے تشریف لائی تھیں) لیکن انہوں نے میرے دل میں اس حد تک اپنا گھر بنالیا کہ میرے لئے یہ خیال کرنا بھی ناممکن ہے کہ وہ اب اس دنیا میں نہیں ہیں۔“

(انوار العلوم جلد 13 صفحہ 89)

دعا ہے کہ آپ کا کوئی بھی نیک عمل ضائع نہ جائے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو ہر نیک عمل کا اجر عطا ہو۔ آمین

سونپا ہے تمہیں خالق و مالک کی اماں میں
سوئے ہو یہاں، آنکھ کھلے باغِ جناں میں

(کمپوزڈ بائی: عائشہ چوہدری۔ جرمنی)

✿✿✿✿